سوال

(254) اذانِ تہجد اور صفیں سیدھی کرنا

جواب

السلام علیکم ورحمة الله وبركاته

درج ذیل سوالات پر آپ کی رہنمائی درکار ہے۔ (نذیر احمد، جامعہ ابی بکر، کراچی)

۱۔ تہجد اور فجر کی اذان کا وقفہ کتنا ہونا چاہیئے؟

۲۔ الصلاۃ خیر من النوم کس اذان میں کہنا چاہیئے؟

۳۔ کیا تہجد کی اذان کا تعلق خاص رمضان سے ہے؟

۴۔ صفیں درست کرانے کے لئے امام کے کیا فرائض ہیں؟

۵۔ جماعت میں کیا بچوں کے لئے علیحدہ صف بنانا چاہیئے؟

۶۔ مقتدی اگر امام سے تقدیم کریں تو ان کے لئے کیا وعید ہے؟

۷۔ جہر نمازوں میں کم از کم اور زیادہ سے زیادہ کتنی آیات تلاوت کی جا سکتی ہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة الله وبركاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

۱۔ شرع میں تہجد کی اذان کا ثبوت نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کے مختلف اوقات میں تہجد پڑھتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

'وَكَانَ لَاتَشَاءُ أَنْ تَرَاهُ مِنَ اللَّيلِ مُصَلِّيًا إِلَّا رَأَيتَهُ، وَلَا نَائِمًا إِلَّا رَأَيتَهُ' صحیح البخاری، بَابُ قِيَامِ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيلِ مِنْ نَوْمِهِ، وَمَا نُسِخَ مِنْ قِيَامِ اللَّيلِ، رقم: ۱۱۴۱

''اگر تم رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھنا چاہتے تو دیکھ سکتے ہو اور اگر سویا ہوا دیکھنا چاہتے تو دیکھ سکتے ہو۔''

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: 'مَا أَلْفَاهُ السَّحَرُ عِنْدِي إِلَّا نَائِمًا تَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ'' میرے پاس تو سحر کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوئے ہی رہے۔'' (صحیح البخاری: باب من نام عندالسحر رقم: ۱۱۳۳)

یہ احادیث اس امر کا واضح ثبوت ہیں کہ نماز تہجد کا وقت متعین نہیں اس سے معلوم ہوا کہ تہجد کے لئے اذان بھی نہیں اور جہاں تک بلالی اذان کا تعلق ہے سو حدیث میں اس کے دو مقصد بیان ہوئے ہیں۔ تہجد گزار تہجد ختم کردیں لیرجع قائمکم اور سوئے ہوئے بیدار ہوجائیں (ولینبہ نائمکم)۔ صحیح البخاری باب الاذان قبل الفجر رقم: ۶۲۱

اسکے علاوہ تیسرا کوئی مقصد نہیں۔ دونوں اذانوں میں وقفہ کے بارے میں نسائی میں ہے:

'وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا إِلَّا أَنْ يَنْزِلَ هٰذَا وَيَصْعَدَ هٰذَا 'سنن النسائی، ہَلْ يُؤَذِّنَانِ جَمِيعًا أَوْ فُرَادَى، رقم: ۶۳۹

یعنی ''دونوں صرف اتنا ہی وقفہ ہوتا کہ ایک اترتا اور دوسرا چڑھ جاتا ''

مراد بہت کم وقفہ ہوتا تھا۔ مبالغہ پر محمول کیا جائے تو قریباً بیس پچیس منٹ۔

۲۔ جہاں صبح کی دو اذانوں کا اہتمام ہو۔ وہاں پہلی اذان میں الصلاۃ خیر من النوم کہا جائے اور ایک کی صورت میں موجودہ اذان میں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

'كَانَ فِي الْأَذَانِ الْأَوَّلِ مِنَ الصُّبْحِ، الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ۔ 'السنن الکبریٰ للبیہقی، بَابُ التَّثْوِيبِ فِي أَذَانِ الصُّبْحِ، رقم: ۱۹۸۶، شرح مشکل الآثار، رقم: ۶۰۸۲

اور ابو محذورہ کی روایت میں ہے:

'أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَلَّمَهُ فِي الْأَذَانِ مِنَ الصُّبْحِ، الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ 'شرح المعانی الآثار للطحاوی، بَابُ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ فِي أَذَانِ الصُّبْحِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ ...الخ، رقم: ۸۴۰، السنن الکبریٰ للبیہقی، بَابُ التَّثْوِيبِ فِي أَذَانِ الصُّبْحِ، رقم: ۱۹۷۹

۳۔ نیز صبح کی پہلی اذان کا تعلق صرف رمضان سے نہیں، کیونکہ صحابۂ کرامؓ رمضان کے علاوہ بھی کثرت سے نفلی روزے رکھا کرتے تھے۔ اذانِ بلالی میں فَكُلُوا وَاشْرَبُوا کے الفاظ محض اشتباہ دور کرنے کے لئے ہیں کہ بلالی اذان سے کھانا پینا حرام نہیں ہوتا۔ (ملاحظہ ہو مرعاۃ المفاتیح: ۱/۴۴۴، ۱/۲۸۱)

۴۔ امام کا فرض ہے کہ وہ خود نمازیوں کی صفیں سیدھی کرے، یہاں تک کہ نمازی صف بندی سیکھ جائیں۔ حضرت نعمان بن بشیرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفیں برابر کیا کرتے تھے حتیٰ کہ ایسا معلوم ہوتا کہ آپ ان سے تیر کی لکڑی برابر فرمارہے ہیں اور یہ سلسلہ جاری رہتا وقتیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھا کہ ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھ چکے ہیں۔ پھر ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور تکبیر کہنے ہی والے تھے کہ ایک آدمی کا سینہ صف سے نکلا ہوا دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ کے بندو! تم اپنی صفوں کو ضرور سیدھا کرلیا کرو ورنہ اللہ تمہارے درمیان مخالفت ڈال دے گا۔ (صحیح مسلم، بَابُ تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ، وَإِقَامَتِهَا، وَفَضْلِ الْأَوَّلِ ...الخ، قم: ۴۳۶) نیز صفوں کی درستگی کے لئے امام کو جماعت کی طرف چہرہ کرنا چاہیئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار نماز کی اِقامت ہوگئی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ ہماری طرف کرکے فرمایا: ''تم لوگ اپنی صفوں کو درست کرو اور مل کر کھڑے ہوجاؤ میں تمہیں اپنی پیٹھ پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔'' (صحیح البخاری، بَابُ إِقْبَالِ الإِمَامِ عَلَى النَّاسِ، عِنْدَ تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ، رقم: ۷۱۹)

اور صفوں کی درستگی کے لئے امام کسی اور کو بھی مقرر کرسکتا ہے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو صفیں برابر کرنے کا حکم دے دیتے تھے اور جب لوگ لوٹ کر خبر دیتے کہ صفیں

برابر ہوگئیں ہیں اس وقت تکبیر کہتے۔ (الموطأ امام مالک: کتاب قصر الصلوۃ فی السفر، باب ما جاء فی التسویۃ الصفوف، رقم: ۵۴۲)

راوی بیان کرتا ہے کہ میں عثمان بن عفان کے ساتھ تھا کہ نماز کے لئے تکبیر ہوئی اور میں ان سے اپنے لئے وظیفہ مقرر کرنے کے متعلق بات کرتا رہا وہ اپنے جوتوں سے کنکریاں برابر کرتے رہے یہاں تک کہ مقرر کردہ لوگوں نے آکر صفوں کے برابر ہونے کی خبر دی تو حضرت عثمانؓ نے مجھے کہا: صف میں صحیح طور پر کھڑا ہوجا، پھر آپ نے تکبیر تحریمہ کہی۔ (الموطأ امام مالک: کتاب قصر الصلوۃ فی السفر، باب ما جاء فی التسویۃ الصفوف، رقم: ۵۴۳)

۵۔ بچوں کے لیے علیحدہ صف بندی کی ضرورت نہیں، بڑوں کے ساتھ کھڑے ہوسکتے ہیں۔ منیٰ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما بڑوں کی صف میں شامل ہوتے تھے۔ فرمایا: 'وَدَخَلتُ فِی الصَّفِ، فَلَم یُنکِر ذٰلِکَ عَلَیَّ أَحَدٌ۔ ''میں صف میں داخل ہوا، پس مجھ پر کسی نے اعتراض نہیں کیا۔'' (صحیح البخاری، بَابُ سُترَۃُ الاِمَامِ سُترَۃُ مَن خَلفَہٗ، رقم: ۴۹۳)

نماز تہجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباسؓ جو ابھی بچے تھے، کو اپنے ساتھ کھڑا کیا تھا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

'فَقَامَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ، وَالیَتِیمُ مَعِی، وَالعَجُوزُ مِن وَرَائِنَا، فَصَلّٰی بِنَا رَکعَتَینِ' صحیح البخاری، باب وضوء الصبیان ...الخ، رقم: ۸۶۰

۶۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امام سے پہلے سر اٹھانے والے کو (کیا) اس بات سے ڈر نہیں لگتا ہے کہ اللہ اس کا سر کہیں گدھے کے سر سے نہ بدل دے۔ صحیح البخاری، بَابُ إِثمِ مَن رَفَعَ رَأسَہُ قَبلَ الإِمَامِ، رقم: ۶۹۱

اس سے معلوم ہوا امام سے سبقت کرنا سخت وعید کا باعث ہے۔

۷۔ فاتحہ کے علاوہ آدمی کو اختیار ہے نماز میں جتنی آیات چاہے تلاوت کرسکتا ہے اور اگر نہ بھی ملائے تب بھی نماز درست ہے۔

هذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

کتاب الصلوٰۃ: صفحہ:232

محدث فتویٰ